Ghazal ki Tareef

B.A Urdu (Hons)

غزل اردو شاعری کی سب سے مقبول ترین صنفِ سخن ہے۔اس کی مقبولیت کا راز اس کے ایجاز و اختصار، اشاراتی اسلوب اور غنائیت میں پوشیدہ ہے۔غزل میں گونا گوں انسانی جذبات و احساسات اور قلبی واردات کو کم سے کم لفظوں میں ادا کیا جاتا ہے۔

غزل کی شاعری بنیادی طور پر عشقیہ اور غنائی ہوتی ہے۔تاہم یہ صنف عشقیہ موضوعات کی پابند کبھی نہیں رہی۔موضوعاتی سطح پر انسانی جذبوں اور تجربوں کی جیسی رنگارنگی ہمیں غزل میں دکھائی دیتی ہے کسی اور صنف میں ایسی مثال نہیں ملتی۔عام طور غزل کسی ایک موضوع کی پابند نہیں کی جاتی بلکہ اس کا ہر ایک شعر ایک الگ موضوع، الگ خیال کی نمائندگی کرتا ہے۔غزل کی ایک مخصوص ہئیت ہوتی ہے۔جن میں مطلع، حسن مطلع، مقطع، قافیہ، ردیف وغیرہ کافی اہم ہیں۔

غزل کا پہلا شعر مطلع کہلاتا ہے۔جس کے دونوں مصرعوں میں قافیے کی پابندی لازمی ہے۔مثال کے طور شادؔ عظیم آبادی کی غزل یہ مشہور مطلع ہے۔

تمناؤں میں الجھایا گیا ہوں　　　کھلونے دے کے بہلایا گیا ہوں

درج بالا شعر کے پہلے مصرع میں لفظ 'الجھایا' اور دوسرے مصرع میں 'بہلایا' قافیہ ہیں۔مطلع کے بعد ہر شعر کے دوسرے مصرع میں قافیہ کی پابندی کی جاتی ہے۔جیسے مذکورہ غزل کا ہی یہ شعر دیکھیں۔

دلِ مضطر سے پوچھ اے رونقِ بزم　　　میں خود آیا نہیں لایا گیا ہوں

اس شعر میں 'لایا' کا لفظ قافیے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے جو اپنے آہنگ کے لحاظ سے الجھایا اور بہلایا سے مماثلت رکھتا ہے۔اسی طرح مطلع کے دونوں مصرعوں کے آخر میں اور باقی کے اشعار کے مصرع

ثانی یعنی، دوسرے مصرع کے بھی آخر میں کوئی ایک لفظ یا چند لفظوں کی ترکیب کو دہرایا جاتا ہے۔ اسے ردیف کہتے ہیں۔ مذکورہ اشعار کے مصرعوں میں لفظ 'ہوں' ردیف کی علامت ہیں۔ کچھ غزلیں ایسی بھی ہوتی ہیں جن میں ردیف نہیں ہوتا۔ انہیں غیر مردف غزل کہتے ہیں۔ مثلاً غالب کی غزل سے یہ مطلع ملاحظہ فرمائیں۔

نَے گلِ نغمہ ہوں نہ پردۂ ساز　　　میں ہوں اپنی شکست کی آواز

اس شعر میں 'ساز' اور 'آواز' قافیے ہیں لیکن ردیف نہیں ہے۔

غزل میں مطلع کے بعد آنے والے شعر کو حسن مطلع کہتے ہیں۔ اگر مطلع کے بعد کا شعر ہم قافیہ اور ہم ردیف ہوں تو اسے مطلعِ ثانی کہتے ہیں۔ اگر اس کے بعد بھی مطلع کا شعر ہو تو اسے مطلعِ ثالث کہتے ہیں۔ اور جس شعر میں شاعر اپنا تخلص استعمال کرتا ہے اسے مقطع کہتے ہیں۔ ذیل کا شعر دیکھیں۔

کعبے کس منھ سے جاؤ گے غالبؔ　　　شرم تم کو مگر نہیں آتی

غزل میں اشعار کی تعداد مقرر نہیں ہے۔ لیکن اساتذہ نے کم از کم ایک غزل میں پانچ اشعار کی پابندی عائد کی ہے۔ اگر اسی زمین میں دوسری اور تیسری غزل بھی کہی جائے تو اسے دوغزلہ اور سہ غزلہ کہا جائے گا۔

غزل اردو شاعری میں ایک مخصوص تہذیب اور روایت رہی ہے۔ اس کا خمیر گرچہ حسن وعشق کے مضامین سے تیار کردہ ہو لیکن اس نے انسانی جذبات واحساسات کے ساتھ ساتھ حیات وکائنات کے تمام گوشوں کو اپنا موضوع بنایا ہے۔ جیسا کہ پہلے بھی عرض کیا جا چکا ہے کہ غزل کا ہر ایک شعر ایک الگ خیال ایک الگ موضوع کی نمائندگی کرتا ہے۔ یہ واقعی کمال کا فن ہے کہ اس میں فقط ایک شعر یعنی دو مصرعوں میں حیات و کائنات کے کسی بھی موضوع کو برتا جاتا ہے۔ شاید اسی لیے غزل کو 'چاول کے دانے میں کل ھواللہ اَحَد' لکھنے کا فن کہا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر ذیل میں غزل کے چند اشعار پیش کیے جا رہے ہیں۔

مت سہل ہمیں جانو پھرتا ہے فلک برسوں　　　تب خاک کے پردے سے انساں نکلتے ہیں

لے سانس بھی آہستہ کہ نازک ہے بہت کام　　　آفاق کی اس کارگہِ شیشہ گری کا

میر تقی میرؔ

ہم کو ان سے ہے وفا کی امید　　　جو نہیں جانتے وفا کیا ہے

نہ تھا کچھ تو خدا تھا نہ ہوتا کچھ تو خدا ہوتا　　　ڈبویا مجھ کو ہونے نے، نہ ہوتا میں تو کیا ہوتا

غالبؔ

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے　　　خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

نہیں تیرا نشیمن قصرِ سلطانی کی گنبد پر　　　تو شاہیں ہے بسیرا کر پہاڑوں کی چٹانوں پر

علامہ اقبالؔ

ایک مدت سے تیری یاد بھی آئی نہ ہمیں　　　اور ہم بھول گئے ہوں تجھے ایسا بھی نہیں

بہت پہلے سے ان قدموں کی آہٹ جان لیتے ہیں　　　تجھے اے زندگی ہم دور سے پہچان لیتے ہیں

فراقؔ گورکھپوری

Dr. H M IMRAN

Assistant Professor

Deptt. of Urdu

S S College, Jehanabad

Mobile no. 9868606178